احمدی نونہالوں اور نوجوانوں کا اِلمیہ ۔۔۔؟؟؟

کالم نگار محترمہ زاہدہ حنا بحوالہ روزنامہ ایکسپریس (مورخہ ۲۰۱۰۔۰۳۔۱۴)

فردوسی نے اپنے لافانی شاہکار میں ایک قدیم ایرانی کہانی بیان کی ہے جو عرب نژاد مرداس (مرتاس) کے بارے میں ہے۔وہ ایک شریف و نجیب ٗانصاف پسند اور دانا و بینا بادشاہ تھا۔اس کی سخاوت کا ہر طرف شہرہ تھا اور اس کی دولت بے حد و حساب تھی۔اس کا ایک بیٹا ضحاک تھا۔شاندار اور بہادر لیکن اس کے ساتھ ہی سفاک اور وحشی۔ ایک روز ابلیس ایک نورانی صورت بوڑھے کے روپ میں اس کے سامنے آیا اور آہستہ آہستہ ضحاک اس بوڑھے کے دائرہ اثر میں آ گیا۔وہ وحشی اور سفاک ضرور تھا لیکن بنیادی طور پر برا انسان نہ تھا لیکن جب اس نے اپنی روح ٗ اپنا دل اور اپنا ذہن سب کچھ اس بوڑھے کے سپرد کر دیا تو بوڑھے نے اس سے عہد لیا کہ وہ اس سے جو کچھ کرنے کو کہے گا وہ اس پر بلا چوں چراں عمل کرے گا اور کوئی سوال نہیں کرے گا کیونکہ سوال کرتے ہی اس کے زوال کا آغاز ہو جائے گا۔ضحاک نے صدق دل سے یہ عہد کیا لیکن یہ سن کر دہل گیا کہ بوڑھا اس سے اپنے دانش منداور دریا دل باپ کے قتل کا مطالبہ کر رہا ہے۔ضحاک بوڑھے سے التجا کرتا ہے کہ وہ اس سے اتنا گھناؤنا جرم کرنے کے لیے نہ کہے لیکن بوڑھا اس بات پر طیش میں آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا قہر تم پر نازل ہو گا۔ساتھ ہی وہ ضحاک کو ترغیب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ تمہارا باپ بوڑھا ہو چکا ٗایک روز اسے مرجانا ہے تو پھر تم فوراً کیوں نہ بوڑھے بادشاہ کی جگہ لے لو ٗاس کا تمام خزانہ تمہارے قبضے میں آجائے گا اور ہر شخص اس کی بجائے تمہاری تابعداری کریگا۔نورانی صورت بوڑھے کے روپ میں ابلیس اس طرح کی ہزار دلیلیں دیتا ہے یہاں تک کہ ضحاک اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا ہے اور اپنے باپ کو قتل کر کے اس کی مملکت اور خزانے پر قابض ہو جاتا ہے۔ابلیس اب اس کا رہبر و رہنما ہے اور وہ اس کے اشارے پر ہر وہ کام کرتا چلا جاتا ہے جس کے بارے میں پہلے اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

ان ہی دنوں ضحاک کے پڑوسی ملک فارس میں جمشید بادشاہ کی حکومت تھی۔ایک زمانہ تھا جب اہل فارس جمشید بادشاہ کی خوبیوں کو بیان کرتے نہیں تھکتے تھے لیکن آہستہ آہستہ جمشید کے اندر کبر و نخوت کے پودے نے جڑ پکڑا اور وہ ایک تناور درخت بن گیا۔اس نے اپنے لوگوں پر ظلم و ستم کی اور ان سے مال و دولت حاصل کرنے کے لیے جبر و جور کی انتہا کر دی۔اہل فارس جب جمشید بادشاہ کی شقاوت اور قتل و غارت گری سے تنگ آ گئے تو انہوں نے عرب نژاد ضحاک بادشاہ سے مدد طلب کی کہ وہ ان کے ملک پر حملہ آور ہو اور تخت شاہی پر قابض ہو کر انہیں جمشید بادشاہ کی ستم گری سے نجات دلائے۔ضحاک کو ظلم و ستم کی پرورش کے لیے ایک اور سرزمین نظر آئی تو وہ لشکر جرار لے کر فارس پر حملہ آور ہوا اور آن کی آن میں جمشید کو شکست فاش دے کر تخت ایران پر قابض ہو گیا۔اہل فارس سمجھتے تھے کہ بادشاہ کو تبدیل کرنے سے ان کے دن پھر جائیں گے لیکن چند ہی دنوں بعد انہیں اندازہ ہوا کہ انہوں نے ایک برے شخص سے نجات پانے کی خواہش میں اپنے آپ پر ایک بدترین شخص مسلط کر لیا ہے۔ضحاک کو انسانوں سے ٗعدل و انصاف سے اور علم و دانش سے نفرت تھی۔کہا جاتا ہے کہ تازیانے لگانے اور

دار پر چڑھانے کی سزائیں اسی کی ایجاد ہیں۔اس کی بد طینتی اور ہوس اقتدار کا اندازہ لگانے کے لیے یہ بات ہی بہت کافی ہے کہ بادشاہ بننے کی خاطر اس نے اپنے باپ کو قتل کرنے کا ابلیسی مشورہ مان لیا۔ ضحاک سفاک کی ستم گری اتنی بڑھی کہ لوگ پناہ پناہ چیخ اٹھے۔ کہا جاتا ہے کہ ابلیس نے جو نورانی صورت بوڑھے کی شکل میں ہر وقت اس کے ساتھ رہتا تھا ایک روز اس کے دونوں شانوں پر بوسہ دیا جس کے بعد ضحاک کے دونوں شانوں پر دو سانپ نمودار ہوئے' بعض روایتوں کے مطابق یہ دونوں سانپ پیدائشی طور پر اس کے شانوں پر موجود تھے' کچھ راویوں کا کہنا ہے کہ یہ دراصل بد گوشت کے دو لوتھڑے تھے جن کے سبب وہ شدید عذاب واذیت میں گرفتار رہتا تھا۔

پہلی روایت کے مطابق یہ سانپ جب اس کے شانوں پر نمودار ہوئے تو انہوں نے اسے مسلسل ڈسنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے وہ نہایت اذیت میں گرفتار ہو گیا۔اس دور میں بھی ہمارے زمانے جیسے مشیر پائے جاتے تھے۔اس نورانی صورت بوڑھے نے مشورہ دیا کہ اس عذاب الیم سے نجات کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ان دونوں سانپوں کو بلاناغہ دو نوجوانوں کا تازہ مغز کھلایا جائے۔ لیجیے صاحب مشورے کی دیر تھی۔ صبح و شام بے گناہ نوجوانوں کی گردنیں اتاری جانے لگیں اور ان کا مغز ضحاک کے شانے پر لہرانے والے دو سانپوں کو کھلایا جانے لگا۔روایت ہے کہ نوجوانوں کا مغز ان سانپوں کو ایسا مرغوب ہوا کہ انہوں نے ضحاک کو ڈسنا اور عذاب میں مبتلا کرنا ترک کر دیا۔ نوجوانوں کے قتل کا یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ سرزمین ایران پر نوجوانوں کا قحط پڑ گیا' نوزائیدہ لڑکے بھی چھپائے جانے لگے اور نوجوانوں نے جلاوطنی اختیار کر لی۔

ضحاک سے اہل ایران کو نجات کیوں کر حاصل ہوئی یہ ایک شاندار عوامی کہانی ہے۔اصل مسئلہ یہ ہے کہ ضحاک ایک اساطیری کردار ہونے کے باوجود ایک علامت ہے نوجوانوں کے ذہنوں کی تباہی وبربادی کی۔ان کا سر قلم کر کے ان کا مغز سانپوں کو کھلایا جائے یا ان کے سر شانوں پر دھرے رہیں اور ان کے ذہنوں کو اس طور مسموم کیا جائے کہ وہ شرف انسانی سے محروم ہو جائیں اور ان کے دماغ عقل و خرد سے عاری ہو جائیں۔ نتیجہ دونوں کا ایک ہی ہے اور وہ ہے کسی قوم کی اپنی جوہر قابل اور ذہن تازہ سے محرومی۔اساطیری کردار ضحاک کے شانوں پر اگے ہوئے سانپ اور ان کے ڈسنے کی اذیت سے بچنے کے لیے نوجوانوں کا مغز انہیں کھلانے کا نسخہ آج ہمارے لیے سوچنے کی بہت سی راہیں کھولتا ہے۔ آج کے ضحاک نوجوان کا سر نہیں اتارتے لیکن ان کے مغز کو اپنا کھاجا بناتے ہیں۔

جماعت احمدیہ میں احمدی نونہال اور نوجوان متذکرہ بالا کہانی میں بیان فرمودہ کیا اِسی اِلمیہ سے دوچار نہیں ہیں۔؟ اِن سے بھی سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں چھین کر کیا اِنہیں سر بمہر نہیں کر دیا گیا۔؟ ہمارے نونہالوں اور نوجوانوں کا سر اُتارنے کی بجائے کیا اُنکے مغز کو کھایا نہیں جاتا۔؟

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے۔؟؟؟